قوم سے رمضان المبارک کے 19 ویں دن کو ٹیلی وژن خطاب کا مکمل متن – 2 /May/ 2021

رہبر انقلاب اسلامی امام خامنہ ای کی تقریر کا مکمل متن درج ذیل ہے جو 2 مئی 2021 کو دی گئی تھیہ پہلے امام، امام علی (ع) کے ایام شہادت پر تقریر میں رہبر انقلاب نے تقریر میں مندرجہ ذیل اہم موضوعات کا احاطہ کیا: ماہ رمضان میں شب قدر کی خاص اہمیت ، امام علی (ع) کی غیر معمولی خصوصیات اور بلند مقام، وہ کردار اور مقام جو اساتذہ اور مزدور معاشرے میں رکھتے ہیں۔ اسی تقریر میں انہوں نے اسلامی جمہوریہ ایران کی خارجہ پالیسی کے بارے میں کچھ اہم نکات کا بھی ذکر کیا۔

بسم الله الرّحمن الرّحیم

الحمدلله ربّ العالمین و الصّلاة و السّلام علی سیّدنا محمّد و آله الطیّبین الطاهرین سیّما بقیّة الله فی الارضین.
السّلام علی امیرالمؤمنین و امام المتّقین و افضل الوصیّین و حجّة ربّ العالمین و رحمة الله و برکاته.

الٰہی ضیافت کے ان دنوں میں ہمیں الٰہی رحمت حاصل کرنے کے لیے آمادہ رہنا چاہیے۔

ماہ رمضان کے با عظمت ایام ہیں اور شب قدر ہے۔ ہم اب نکتہ اوج پر پہنچ چکے ہیں۔ لہٰذا ہمیں دعاؤں ، توسلات اور مالکِ دنیا سے التجا کرنے کے قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ یہ خدائی ضیافت کا مہینہ ہے اور بہترین الٰہی ضیافتیں ان مبارک دنوں میں ہوتی ہیں۔ جو دعائیں آپ کرتے ہیں ، جو تقاضے آپ کرتے ہیں اور جو آنسو آپ بہاتے ہیں وہ سب اللہ کی طرف سے آپ کو دی جانے والی ضیافتیں ہیں۔ لہذا ، آپ کو ان کی قدر کرنی چاہیے اور آپ کو اپنے تمام دینی بھائیوں ، اپنے ملک اور اپنے معاشرے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ آپ کو خدا سے تقاضے کرنے چاہئے اور اس سے اپنی دعاؤں کا جواب مانگنا چاہیے اور آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ ضرور جواب دے گا۔

روایتوں میں تاکید کی گئی ہے کہ جب آپ دعا مانگیں تو آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ اس کا جواب ضرور دیا جائے گا۔ خدا کی طرف سے کوئی تنگی نہیں ہے۔ وہ محض سخاوت ہے ، لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم وہ الٰہی کرم اور رحمت حاصل کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتے۔ لہذا ، ہمیں خدا کی بخشش مانگنے اور اس پر زیادہ توجہ دے کر اپنے آپ کو خدائی رحمت حاصل کرنے کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ شب قدر کی دو راتیں باقی ہیں۔ آپ کو ان کی قدر کرنی چاہیے۔ میں آپ تمام عزیزوں سے بھی درخواست کرتا ہوں جو میری تقریر دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں میرے لیے دعا کریں۔

میری آج کی بحث بنیادی طور پر امام المتقینؑ کو مختصر خراج تحسین پیش کرنے کے محور پر ہے۔ اس کے بعد ، میں مزدوروں کے دن اور اساتذہ کے دن کے موقع پر عزیز اساتذہ اور عزیز مزدوروں کے بارے میں چند نکات اٹھانا چاہتا ہوں۔

امیر المومنینؑ کی بلند مرتبت روحانی امامتہ

امیر المومنینؑ کے بارے میں اور ان کی شخصیت کے تعارف میں ان کی امامت کے بارے میں ایک نقطہ یہ ہے

کہ امامت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف دینی و دنیاوی امور اور دوسری عام چیزیں جو ہم لوگ امامت کے بارے میں کہتے ہیں اس کی زعامت ہو، بلکہ اس کا مطلب اس قسم کی امامت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) سے منسوب کیا: "میں آپ کو لوگوں کے لیے امام بناؤں گا۔ "[قرآن پاک ، 2: 124]

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کب مخاطب کیا گیا تھا؟ بلاشبہ ، ان کو اس وقت مخاطب کیا گیا تھا جب وہ بڑھاپے میں تھے کیونکہ وہ جواب میں خدا سے کہتے ہیں: "اور میری اولاد کے امام بھی؟" [2: 124]۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس وقت ان کے بچے تھے اور اس کے بچے جب ہوئے جب وہ بوڑھے تھے: "الحمد للہ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا کئے" [14: 39]۔ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی جوانی میں بچے نہیں تھے اور نہ ہی جب وہ ادھیڑ عمر کے تھے ان کے بچے تھے یہاں تک کہ جب انہوں نے بڑھاپے میں قدم رکھا۔ جب وہ کافی زیادہ عمر کے ہوچکے تھے تو ان کے بچے ہوئے۔ لہذا ، ان کی امامت ان کی زندگی کے آخری مرحلے سے متعلق ہے۔

تاہم ، وہ اس سے دسیوں سال پہلے نبی تھے اور ایک نبی کا کام دینی اور دنیاوی امور کی زعامت کرنا ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بعد میں امامت سے نوازا۔ لہذا ، امامت ایک اور مرحلہ ہے: یہ ایک اعلی سطح کا معاملہ ہے کیونکہ یہ ایک روحانی امر ہے۔

ہمارے معمولی معیار کے مطابق امامت کی پیمائش نہیں کی جا سکتی۔ امامت ایک ایسا تصور ہے جس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے منیٰ میں لوگوں کے بڑے ہجوم کی موجودگی میں کہا: "حضور اکرمؐ امام تھے۔" ان کے مراد امامت کے خاص معنوں میں امام سے تھی۔

پس، امامت ایک بلند تصور ہے جسے سمجھنا ہمارے لیے واقعی مشکل ہے۔ خود معصوم اماموںؑ کے علاوہ ، صرف چند شخصیات تھیں جو امامت کے بلند تصورات کو سمجھتی تھیں۔ شاید ہمارے اپنے زمانے میں بھی ایسے لوگ موجود ہوں۔ پچھلے ادوار میں بھی ایسے افراد تھے ، جن کے ناموں سے ہم دوراداور واقف ہیں یا جن کے آثار کو ہم نے دیکھا ہے۔ مثال کے طور پر ہم مرحوم حج مرزا جواد آقا ملکی تبریزی کا ذکر کر سکتے ہیں جو تقریبا 100 سال قبل انتقال کر گئے تھے۔ اپنی کتاب "المراقبات" میں ، وہ امیرالمومنینؑ اور امامت کی حیثیت کے بارے میں لکھتے ہیں، لیکن ہم جیسے لوگ ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے۔

دنیاوی نقطہ نظر سے امیرالمومنینؑ کی منفرد شخصیت

یہاں تک کہ اس واقعی بلند اور انتہائی اہم روحانی مقام سے ہٹ کر، امیرالمومنینؑ دنیاوی اور انسانی نقطہ نظر سے بھی ایک منفرد شخصیت ہے۔ شاید ، حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ، ہم کسی دوسری شخصیت کو ان خوبیوں کے ساتھ نہیں ڈھونڈ سکتے جو کہ امیرالمومنینؑ کی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انؑ کے پیروکار اور یہاں تک کہ جو لوگ ان کی پیروی نہیں کرتے وہ بھی ان سے محبت اور انکا احترام کرتے ہیں۔ غیر شیعوں ، غیر مسلموں ، غیر مذہبی لوگوں اور اس طرح کے دوسرے لوگوں میں بہت سے لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ جو ان کے بارے میں اور اس عظیم شخصیت سے منسوب نظریات کے بارے میں جانتے ہیں وہ حضرت کا احترام اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ ان خوبیوں کی وجہ سے ہے جو ان میں موجود تھیں۔

ان میں سے ایک خوبی جو زیادہ توجہ مبذول کراتی ہے وہ بنیادی طور پر ان کا عدل و انصاف ہے: ایک قسم کا خالص اور وسیع عدل و انصاف جس میں کسی کی مراعات نہ کی جائے۔ یہ اتنا عجیب تھا کہ انسان اس کی مثالوں اور واقعات کے بارے میں سن کر واقعی حیران رہ جاتا ہے۔

ان کی ایک اور قابل ذکر خوبی تقویٰ اور اپنے لیے دنیاوی مال سے بے اعتنائی تھی۔ اس عظیم شخصیت نے دنیا کی تعمیر کی اور لوگوں کو ترقی اور دنیاوی اور مادی ترقی حاصل کرنے میں مدد کی ، لیکن وہ اپنے لیے کچھ نہیں چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں ان کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ واقعی متاثر کن ہے۔

ہم ان کی ہمت ، کمزوروں کے ساتھ ان کے مہربان سلوک ، ظالموں اور متکبر طاقتوں کے مقابل میں ان کے مضبوط عزم ، حق کے راستے پر ان کی قربانی ، انکی ذات میں موجود حکمت کے اقیانوس کا ذکر کر سکتے ہیں۔ انکا عزم پہاڑ کی طرح مضبوط تھا۔ اس شخصیت کی زندگی میں یہ واقعی حیران کن نکات ہیں۔ یہ حیرت انگیز خصوصیات ان میں موجود تھیں جن کو ان کے دشمنوں نے بھی تسلیم کیا ، لیکن اس کو تفصیل سے بیان کرنے کا وقت نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ، عروہ ابن الزبیر نے اپنے بیٹے سے کہا جو حضرت علی کے خلاف بول رہا تھا جو کہ حیران کن بات ہے: "یہ خدا ہے جس نے اسے عزت بخشی ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ کیا کرتے ہیں، وہ اور زیادہ مرتبہ اور ترقی حاصل کرے گا۔" یہ اس وقت ہے جب زبیر خاندان ، خاص طور پر عبداللہ ابن زبیر کے بچوں کا ، امیرالمومنینؑ کے ساتھ تعلقات بہت خراب تھے۔ یہ اس عظیم شخصیت کی خوبیاں ہیں اور انہوں نے ان سب میں کمال حاصل کیا۔ دوسرے الفاظ میں ، وہ ان خوبیوں کا چمکتا ہوا مظہر تھے۔ ہمیں ان خصوصیات کو اپنا نمونہ بنانا چاہیے۔

یقینا ہم ان خصوصیات میں کافی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہمیں اس اپنے ذاتی طرز عمل اور حکومت کرنے کے طریقے میں اس عظیم شخصیت کی پیروی کرنی چاہیے۔ آج ، حکومت امیرالمومنینؑ کے پیروکاروں کے ہاتھ میں ہے۔ لہٰذا ، ہمیں وہی روش اختیار کرنی چاہئیے ، وہی خصوصیات اپنانی چاہئیں ، اسی عدل و انصاف کا نمونہ پیش کرنا چاہیے اور اپنے طرز عمل میں وہی ہمت اور تقویٰ دکھانا چاہیے ، لیکن ہم بہت پیچھے ہیں۔ ہمیں ان شعبوں میں آگے بڑھنے کے لیے سخت کوشش کرنی چاہیے۔

امیرالمومنینؑ کا شوق شہادت

رمضان کے 19 ویں دن کے موقع پر – جس دن آپؑ زخمی ہوئے تھے – میں آپؑ کی قربانیوں اور شہادت کے لئے آرزو کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ آپؑ نے یہ بات نہج البلاغہ ، خطبہ 156 میں کہی۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب آیت «احسب النّاس ان یترکوا ان یقولوا امنّا و هم لایفتنون» "کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف 'ہم ایمان لائے' کہنے پر چھوڑ دئیے جائیں گے اور ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا؟" [قرآن پاک ، 29: 2] کی تلاوت کی گئی اور امتحان کے مفہوم پر بات ہونا شروع ہوگئی ، وہ سمجھ گئے کہ جب تک حضور ان کے درمیان زندہ ہیں ، امحان نہیں ہوگا اور یہ حضور کے بعد وقوع پذیر ہوگا۔ آپؑ نے حضور سے بات کی اور ان سے سوال کیا۔ حضور نے جواب میں کچھ کہا جس کا ذکر اسی خطبے میں کیا گیا ہے۔ جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان نکات پر اپنے منتخب شاگرد امیرالمومنینؑ ، سے انکے بارے میں گفتگو کرتے ہیں ، حضرت علی اپنے احساسِ ذمہ داری اور مسئولیت کی وجہ سے خوشحال ہو جاتے ہیں اور وہ کچھ کہتے ہیں جو میں اب آپ کے لیے پڑھوں گا۔

«فقلت یا رسول اللهْ! أ و لیس قد قلت لی یوم احد حین استشهد من استشهد من المسلمین و جیزت عنّی الشّهاده فشقّ ذلک علیّ فقلت لی ابشر فانّ الشّهاده من وراءک»" اس کی وضاحت کے لیے ، آپؑ نے حضورؐ سے کہا : "کیا آپ کو یاد ہے کہ جنگ احد کے دوران ، جب حمزہ شہید ہوئے تھے اور جب ہمارے بہت سے دوست شہید ہوگئے تھے ، میں پریشان تھا کیونکہ میں زخمی ہوجانے کے باوجود شہید نہیں ہوا تھا۔ آپ نے میری طرف توجہ کی اور کہا : اے علی ، مرے پاس تمہارے لئے اچھی خبر ہے: تم بھی شہید ہوگے۔"

پیغمبر نے فرمایا: فقال لی فشقّ ذلک علیّ فقلت لی ابشر فانّ الشّهاده من وراءک. اس دن آپ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ بشارت ہو اے علی! شہادت آپ کی تلاش میں ہے۔ آپ شہید ہوں گے۔ بظاہر ، حضرت علی پوچھتے ہیں ، "کئی سال گزر گئے۔ میں ابھی تک شہید کیوں نہیں ہوا؟" حضور نے جواب دیا: ہاں ، ایسا ہی ہے۔ حضور جواب دیتے ہیں کہ یہ سچ ہے اور علیؑ شہید ہو جائیں گے۔ پھر وہ کہتے ہیں، "لیکن اس وقت تمہارے صبر کا کیا حال ہوگا؟" اب جب کہ تمہارا مقدر شہید ہونا ہے ، تم اس پر کیسے صبر کرو گے؟ جنگ میں شہادت مشکل نہیں ہے کیونکہ تیر یا تلوار آپ کو مارے گی۔ آج کل لوگوں کو گولی لگتی ہے اور وہ شہید ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی بہت بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ تاہم ، بہت ساری مشکلات برداشت کرنے کے بعد عظیم میدانوں میں شہادت بہت اہم بات ہے۔ امیرالمومنینؑ کو بہت زیادہ مشکلات برداشت کرنے کے بعد شہید کیا گیا اور جب وہ محراب میں تھے۔ اسی لیے حضور نے فرمایا ، "لیکن اس وقت تمہارے صبر کسا ہوگا؟" جب تمھیں شہادت دی جائے تو تم اسے کیسے برداشت کرو گے؟ "میں نے کہا ، 'اے اللہ کے نبی ، یہ صبر کا موقع نہیں ہے ، بلکہ خوشی اور شکر گزاری کا موقع ہے۔"

یہ ان نعمتوں میں سے ایک ہے جس پر خوش ہونا چاہیے اور اس کے لیے خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ یہ شوقِ شہادت امیرالمومنینؑ کی خوبیوں میں سے ایک ہے اور حضرت علیؑ نے اس طرح اس رات میں اپنا مقصد حاصل کر لیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک فریاد سنی کہ "خدا کی قسم ہدایت کے ستون ٹوٹ گئے ہیں اور علی المرتضیٰ کو شہید کر دیا گیا!" اس زخم کے نتیجے میں شہادت جو امیرالمومنینؑ کو ملی وہ گزشتہ رات کی طرح ایک رات تھی۔ خدا کا سلام ہو ان پر ۔

موجودہ زمانے میں امیر المومنینؑ کے پیروکار۔

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کیونکہ ہم نے بہت سے پرہیزگار آدمی دیکھے ہیں جو اس پہلو میں امیر المومنینؑ کے نقش قدم پر چلے۔ وہ شہادت کو پسند کرتے تھے اور انہوں نے پوری آرزو سے اس کا پیچھا کیا اور اس طرح اللہ رب العزت نے انہیں عطا کی۔ دشمنوں نے شہید سلیمانیؒ کو شہید کرنے کی دھمکی دی ، لیکن اس عظیم شخصیت نے اپنے دوستوں سے کہا: "وہ اس چیز کی دھمکیاں دے رہے ہیں جو میں پہاڑوں اور صحراؤں میں اور ہر جگہ تلاش کرتا ہوں!" مجھے امید ہے کہ خدا ہمیں اس راہ کا پیروکار بنائے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس عظیم نعمت سے بہرہ مند ہونے میں ہماری مدد کرے گا۔

شہید مطہریؒ کی اہم خصوصیات: 1: نظریات اور افکار کی تخلیق کرنا اور فروغ دینا نیز علمی مسائل میں مہارت حاصل کرنا۔

جہاں تک اساتذہ کے دن کا تعلق ہے ، اسلامی جمہوریہ میں اساتذہ کا دن عظیم استاد مرحوم شہید مطہری کی شہادت کی برسی کے ساتھ جڑا ہوا ہے (خدا ان کو جنت نصیب کرے)۔ شہید مطہری میں ایک خصوصیت ہے جس کی تقلید تمام اساتذہ کو کرنی چاہیے – بشمول اسلامی مدارس کے اساتذہ ، یونیورسٹی کے پروفیسر اور سکول کے اساتذہ۔ شہید مطہری ایک علمی اور دانشور آدمی تھے۔ وہ حقیقی طور سے ایک گہرے فلسفی اور فقیہ تھے اور انہیں علمی و فکری مسائل پر مکمل عبور حاصل تھا۔ یہ خصوصیات اس میں موجود تھیں ، لیکن ان کی بہت اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہ نظریات کو ایجاد کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو فروغ دیتے تھے۔ نظریات اور افکار کو فروغ دینا بہت ضروری ہے۔ وہ بیکار نہیں بیٹھتے تھے اور وہ ہمیشہ بے چین رہتے تھے۔ ہم نے انہیں اس طرح دیکھا: وہ ہمیشہ اپنے سامعین کے درمیان صحیح اور درست نظریات کو فروغ دینے کے بارے میں پرجوش انداز میں سوچتے رہے۔ انہوں نے حقیقی معنوں میں ایک "سافٹ جہاد" شروع کیا تھا ، جو کئی سالوں تک جاری رہا۔ وہ مخالف لہروں کا سامنا کرتے، ان سے نمٹتے اور ان پر قابو پاتے تھے۔ اور ان کے لیے مسئلہ صرف مارکسی اور مشرقی لہروں کا نہیں تھا۔ وہ مشرقی اور مغربی نظریات کی لہروں سے نمٹتے تھے اور مغرب میں مشترکہ لبرل نظریات کا بھی مقابلہ کرتے تھے۔ جب انسان انکی کتابیں پڑھتا ہے تو وہ اس کا مشاہدہ کرتا ہے۔ میں ان کی سرگرمیوں کا قریب سے مشاہدہ کرتا تھا۔

مخاطب کی رہنمائی، فکری و علمی توانائیوں کو معاشرے کی احتیاج کے مطابق بروئے کار لانا

وہ اپنے سامعین کی رہنمائی کرتے تھے ، انہیں صحیح راستہ دکھا کر ذہنی سکون اور اطمینان عطا کرتے تھے۔ شہید مطہری ایک فرض شناس اور پرعزم شخص تھے۔ وہ واقعی اپنی ذمہ داریوں کے حوالے سے پریشان رہتے تھے۔ وہ کبھی بیکار نہیں رہے۔ ان کے پیشروؤں کی علمی میراث ان کے اختیار میں تھی اور انہوں نے خود اس علمی مراث کو اپنے علم کی دولت سے غنی کیا۔ وہ یہ سارا اثاثہ اپنے مخاطب افراد کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ اسی طرح اپنی تحریروں میں، یونیورسٹیوں میں اپنے پروگراموں اور طلبہ کے درمیان اپنی مسلسل تقریروں، دیگر ملاقاتوں میں وہ اظہار خیال کرتے تھے۔ بہرحال ان کی فکری اور عملی صورت حال یہ تھی۔ وہ اس سرمائے کو اپنے بعد والی نسل کو منتقل کرتے رہے۔ سب سے اہم بات یہ تھی کہ اپنی تمام تر فکری توانائیوں اور اپنی علمی سطح کو ضرورت کے مطابق، معاشرے کی احتیاج کے مطابق ڈھال لیتے تھے۔ یعنی ان کی کوششوں کا مرکز معاشرے کی ضرورتیں تھیں۔ وہ دیکھتے رہتے تھے کہ معاشرے کی فکری احتیاج کیا ہے۔ انہیں بہت اچھی شناخت بھی تھی۔ وہ واقعی بڑی درستگی سے محسوس کر لیتے تھے اور اپنی تمام فکری توانائیوں کو انھیں ترجیحات کی سمت میں مرکوز کر دیتے تھے۔

اساتذہ کی بھاری ذمہ داری

، ہمارے اساتذہ کے معزز طبقے کو اپنی ذمہ داری کے لیے یہ فریم ورک ترتیب دینا چاہیے۔ اساتذہ کا فرض ہے کہ وہ علمی مسائل اور انسانیت کی علمی میراث کو اگلی نسل تک پہنچائیں۔ انہیں ان تعلیمات کو مکمل اعتماد اور مہارت کے ساتھ منتقل کرنا چاہیے اور انہیں اپنے سامعین، اپنے شاگردوں کو سوچنے اور ان تعلیمات میں علمی اضافہ کرنے کے لیے تیار کرنا چاہیے۔ یہ اساتذہ کے اہم فرائض میں سے ایک ہے۔ یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے اور اس کے لیے بڑی احساسِ ذمہ داری کی ضرورت ہے۔ یہ اساتذہ کا سب سے اہم مسئلہ ہونا چاہیے۔ اساتذہ کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے ، جیسا کہ یہ اساتذہ کا ایک اور اہم فریضہ ہے کہ انہیں اپنے طلباء کی حفاظت کرنی چاہیے

- یونیورسٹی اور اسکول کے طلباء ، مختلف نوجوان ، دینی طلبہ اور دوسرے ایسے طلباء کے ذہنوں کی اسی طرح حفاظت کرنی چاہیے جس طرح شہیس مطہریؒ نے کیہ

اساتذہ ملک کی ترقی کی فوج کے افسر ہیں اور انہیں اس پر یقین ہونا چاہیے۔

خوش قسمتی سے آج ہمارے ملک میں تعلیمی سہولیات بڑے پیمانے پر موجود ہیں۔ ماضی میں ملک بھر میں نوجوانوں ، نوعمروں اور یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے لیے تعلیمی سہولیات کی یہ مقدار موجود نہیں تھی ، لیکن آج وہ اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ کی بدولت دستیاب ہیں۔ یہ سہولیات اساتذہ کو میسر ہیں۔ یقینا اساتذہ خود ان سہولیات کا ایک اہم حصہ ہیں۔

تعلیمی نظام نے شکر ہے کہ اساتذہ کی تعداد میں اضافہ اور ان کی اہلیت اور علمیت کی وجہ سے صلاحیتوں کا ایک زخیرہ حاصل کیا۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اساتذہ ملک کی ترقی فوج کے افسر ہیں۔ اگر ہم ملک کی ترقی کی عمومی تحریک کو فوج کی نقل و حرکت سے تشبیہ دیتے ہیں تو اس فوج کے نوجوان افسران ہمارے عزیز اساتذہ ہیں۔ انہیں خود اس کردار پر یقین ہونا چاہیے۔

میں نے نوجوان اساتذہ کی بات کی کیونکہ آج ہمارے اساتذہ کی ایک بڑی تعداد نوجوان ہے۔ تاہم ، تجربہ کار اور سن رسیدہ اساتذہ بھی ہیں جنہوں نے کئی سالوں سے سخت محنت کی ہے اور جو تدریس سے منسلک ہیں۔ وہ کبھی بھی پڑھانا بند نہیں کرتے کیونکہ وہ اس کام کا احترام کرتے ہیں۔ وہ موجودہ وقت میں بھی کام میں مصروف ہیں ، اس حقیقت کے باوجود کہ وہ بڑھاپے کی عمر میں ہیں۔ اساتذہ کو خود اس کلیدی اور اہم کردار پر یقین ہونا چاہیے۔ اگر وہ اس پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فطری طور پر اس کے لیے اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کریں گے۔

اساتذہ کو نوجوانوں کے خلاف دشمنوں کی ثقافتی یلغار سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

اس مسئلے کو دوسرے نقطہ نظر سے دیکھنے کے لیے ، ہمارے ملک میں موجودہ دور کی طرح چند دور گزرے ہیں جب ہمارے نوجوانوں اور نوعمروں کو نظریاتی اور اخلاقی حملوں سے خطرہ لاحق تھا۔ بلاشبہ ، پہلوی حکومت کے دوران ، یہ حملہ ملک کے حکام نے خود کیا تھا ، لیکن آج ، یہ غیر ملکیوں ، دشمنوں اور منحرف افراد نے کیا ہے۔ ایک طرف ، ہمارے اساتذہ کو اس عظیم صلاحیت سے سروکار ہے تو دوسری طرف ، انہیں اس ہمہ گیر حملے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں دونوں کے مابین مسلسل اور حقیقی جہاد کرنا چاہیے اور انہیں حقیقی معنوں میں مقابلہ کرنا چاہیے۔ اتنی محنت کریں کہ ٹوٹ کر گر جانے والے پتوں کی تعداد صفر اور نئی کونپلوں کی تعداد حد اکثر پیمانے تک پہنچ جائے۔

اساتذہ کی نسبت لوگوں کی ذمہ داری

یقینا ، دوسرے بھی اساتذہ کے حوالے سے ذمہ دار ہیں. اساتذہ کی نسبت ہم سب کی بھاری ذمہ داریاں ہیں۔ اساتذہ کا مقام بلند کرنا بنیادی ذمہ داری ہے۔ میں نے بہت سی تقاریر میں کہا ہے ، اور میں دہرانا چاہتا ہوں ، کہ اساتذہ کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔ ہمیں اسے ہر ایک کے لئے بیان کرنا چاہیے اور یہ ایک عوامی ثقافت میں تبدیل ہونا

چاہیے۔ مزدوروں کے حوالے سے بھی ایسا ہی کیا جانا چاہیے - میں اس کی وضاحت بعد میں کروں گا۔

اساتذہ کی حیثیت کو اجاگر کیا جانا چاہیے کیونکہ درس و تدریس ایک بہت بڑا پیشہ ہے اور ایک بہت اہم اور قیمتی کام ہے۔ تعلیمی نظام کو اس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ثقافتی اور پروموشنل سرگرمیوں کے ذمہ دار ادارے میڈیا اور تنظیموں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ان سب کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ اساتذہ کے بلند مقام کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ یقینا اساتذہ کی تنخواہ کے مسائل کو حل کرنا بھی ایک بہت ضروری اور اہم کام ہے جو یقینی طور پر پورا کیا جانا چاہیے۔ یہ ذمہ داری انتظامیہ اور اسلامی مشاورتی پارلیپنٹ پر آتی ہے۔

وبائی مرض کے دوران اساتذہ اور ماؤں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔

میرے خیال میں میرے بیانات کے اس حصے کے اختتام پر اس مثالی کردار کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے جو اساتذہ نے وبائی مرض کے دوران ادا کیا کیونکہ انہوں نے تعلیمی امور کو ترک نہیں کیا اور انہوں نے دورادور سے بہترین خدمات فراہم کیں۔ کچھ معاملات میں ، اساتذہ زیادہ پریشانی سے گزرے۔ انہوں نے واقعی مشکلات برداشت کیں - اس کام کی اپنی خاص مشکلات شامل ہیں۔ ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ گھرانوں نے بھی خاص طور پر ماؤں نے مدد کیہ میں طلباء کی ماؤں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ بیانات اساتذہ کے بارے میں تھے۔

جہاں تک یوم مزدورکی بات ہے، پچھلے سال یوم مزدور پر ایک اچھا پروگرام منعقد ہوا تھا۔ یہ ایک آن لائن میٹنگ تھی ، جس میں ہم نے کئی ورکشاپس اور لیبر سنٹرز کے ساتھ ویڈیو لنک کے ذریعے کانفرنس کا انتظام کیا۔ ہم نے دونوں مزدوروں اور کاروباری افراد سے بات کیہ ہم نے ان کی بات سنی اور ان سے کچھ مسائل پر بات چیت کیہ پچھلے سال کی نشست بہت اچھی اور یادگار میٹنگ تھیہ اس سال ، اس وائرس کی حالیہ سنگین لہر کی وجہ سے ، بدقسمتی سے ایسا کرنے کا کوئی موقع نہیں تھا۔ مزدوروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے اور دور سے بھی ان سے بات کرنے کا امکان نہیں تھا۔ بظاہر، وائرس کی یہ شکل دوسرے سے زیادہ خطرناک ہے!

جہاں تک مزدوروں کا معاملہ ہے ، ایک مسئلہ یہ دیکھنا ہے کہ مزدوروں کی حیثیت اور مقام کیا ہے۔ ایک اور مسئلہ وہ حمایت ہے جو ہمیں ان کے لیے فراہم کرنی چاہیے۔ اور آخری مسئلہ روزگار کے مواقع کا ہے۔ میں ہر ایک پر مختصر بحث کروں گا۔

مزدور پیداوار کا بنیادی ستون ہیں۔

مزدوروں کی تعریف کرنے کے لیے یہ کہنا کافی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزدوروں کے ہاتھوں سے محبت کرتے ہیں۔ حضور نے ایک مزدور کے ہاتھ چومے۔ یہ مزدوروں کی قدر ظاہر کرنے کے لیے کافی ہوہے۔ پورا معاشرہ مزدوروں کا بہت مقروض ہے کیونکہ ایک آزاد معیشت میں - ایک ایسی معیشت جو پیداوار پر مبنی ہے ، جو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتی ہے اور جو اپنے اہم حصوں میں غیر ملکیوں پر انحصار نہیں کرتی ہے- مزدور بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ مزدور ایک اہم ترین کردار ادا کرتے ہیں اور وہ اہم ستون ہوتے ہیں۔ ایک آزاد معیشت داخلی پیداوار پر انحصار کرتی ہے اور داخلی پیداوار مزدوروں پر انحصار کرتی ہے۔ لہذا ، مزدور بنیادی

ستون ہیں۔ یہ کردار ان امور میں سے ایک ہے جس کی طرف لوگوں کی توجہ ہونی چاہیے اور اسے عوامی ثقافت میں تبدیل کیا جانا چاہیئے۔ جیسا کہ میں نے اساتذہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے ، ثقافتی اور تشہیراتی سرگرمیوں کے ذمہ دار ادارے میڈیا اور تنظیموں کو ان امور پر کام کرنا چاہیے۔

اسلامی جمہوریہ میں مزدوروں کے عظیم حقوق

یقینا اسلامی جمہوریہ میں مزدوروں کو دیگر کئی جگہوں کے مقابلے میں زیادہ حقوق حاصل ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ کے قیام کے بعد سے دشمنوں ، غیر ملکیوں اور بدنیتی پر مبنی افراد نے مزدوروں کے طبقے کو اسلامی جمہوریہ کے خلاف کھڑا کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مزدوروں کو دور کرنے کی بہت کوشش کی ، لیکن مزدور ثابت قدم رہے۔ انہوں نے اسلامی جمہوریہ کی خدمت جاری رکھی اور وہ اس کے شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ انہوں نے حقیقی معنوں میں مقدس دفاع میں حصہ لیا اور اسی وجہ سے اسلامی جمہوریہ میں ان کا بہت بڑا حق ہے۔ ہمارے بہت سے عزیز مزدوروں نے مقدس دفاع میں اپنی جانیں قربان کیں۔

مزدوروں کی حمایت۔

جہاں تک مزدوروں کی حمایت کی بات ہے، یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ میں نے ہمیشہ مزدوروں کے ساتھ اپنی تقریروں میں اس پر زور دیا ہے اور آج بھی ، میں اس پر دوبارہ زور دینا چاہتا ہوں۔ اس سال کا نعرہ ہے: "پیداوار: حمایت اور رکاوٹوں کا خاتمہ" ملکی پیداوار کے لیے سب سے اہم حمایت میں سے ایک مزدوروں کی حمایت ہے۔ اگر ہم ملک کی ملکی اور قومی پیداوار کی حمایت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں مزدوروں کی حمایت کرنی چاہیے۔ یہ حمایت کا ایک اہم حصہ ہے۔ ہمیں اس بات پر بھی توجہ دینی چاہیے کہ مزدوروں کی حمایت کا مطلب قومی خزانے کی حمایت کرنا ہے۔ اگر کسی ملک کے مزدور متحرک اور تروتازہ ہوں اور اگر وہ اچھی طرح کام کریں تو قومی خزانے میں اضافہ حاصل کرے گا اور قومی خزانہ ہمارے لیے ساکھ اور طاقت کا باعث بنے گا۔ مزدور ملک کی آزادی ، طاقت اور ساکھ لاتے ہیں۔ اگر آپ مزدوروں کی حمایت کرتے ہیں تو یہ اس کے نتائج ہیں۔

مزدوروں کی حمایت کی مختلف اقسام: مزدوروں کی مہارت کو بہتر بنانا۔

یقینا جب میں مزدوروں کی حمایت کی بات کرتا ہوں تو میرا یہ مطلب نہیں کہ ہمیں ہر سال یا ہر دو سال بعد مہنگائی کے مطابق ان کی بنیادی تنخواہ میں اضافہ کرنا چاہیے۔ یہ ایک قسم کی معاونت ہے ، لیکن دوسری قسم کی حمایت بھی ہے جو توجہ کی مستحق ہیں۔ ایک ہے مزدوروں کی مہارت کو اپ گریڈ کرنا۔ مزدوروں، صنعتی اور زرعی مزدوروں اور دیگر تمام مزدوروں کو سکھانے کے لیے ایک وسیع منصوبہ ہونا چاہیے کہ کس طرح ایک مہارت حاصل کی جائے اور اسے کیسے بہتر بنایا جائے۔ ہمیں ان کی مہارت کو اپ گریڈ کرنا چاہیے کیونکہ یہ ان کے لیے فائدہ مند ہے اور اس سے کام کا معیار بلند ہوتا ہے اور اسکی قدر میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی حمایت ہے۔

بیمہ ، صحت اور معالجہ

بیمہ ، صحت اور معالجہ کا مسئلہ مزدوروں کی مدد کرنے میں بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ مزدوروں کا بیمہ، صحت اور معالجہ ایک ضرورت ہے۔ بے شک ، کچھ معروف پیداواری مراکز میں اسکی مناسب طور پر دیکھ بھال ہوتی ہے ، لیکن ہر ایک کو ان کا خیال کرنا چاہیے اور یہ ہر جگہ زیر بحث آنے والے اہم مزدور مسائل میں سے ایک بن جانا چاہیے۔

ملازمت کی حفاظت

ملازمت کی حفاظت فراہم کرنا ایک اور قسم کی معاونت ہے۔ مزدوروں کو اس بات کی فکر نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنی موجودہ ملازمت میں رہ سکیں گے یا نہیں یا ان کی نوکریاں ان سے چھین لی جائیں گی۔ فیکٹریوں کے بند ہونے کے بارے میں ہمارے اتنے حساس ہونے کی ایک اہم وجہ یہ ہے - میں بعد میں اس پر مزید بحث کروں‌گا۔ مزدوروں کی نوکری کی حفاظت ہونی چاہیے اور انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے کام کی ضمانت موجود ہے۔

رہائش

ایک اور اہم مسئلہ مزدوروں کی رہائش ہے۔ آج مزدوروں کی آمدنی کا ایک اہم حصہ کرائے پر خرچ ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں مزدوروں کی رہائش کے لیے ایک سنجیدہ منصوبہ تجویز کرنا چاہیے۔ یقینا میں نے سنا ہے کہ اس سال اسلامی مشاورتی پارلیمینٹ نے اسے بجٹ میں شامل کیا ہے۔ اگر یہ معاملہ ہے اور اسے اچھے طریقے سے نافذ کیا جاتا ہے تو یہ ایک بہت بڑی مدد ہوگی۔

مزدور، مالکان اور انتظامیہ کے درمیان معقول اور منصفانہ تعلق قائم کرنا۔

ایک اور قسم کی حمایت ، عام طور پر ، مزدوروں ، مالکان اور انتظامیہ کے درمیان معقول اور منصفانہ تعلق قائم کرنا ہے۔ منصفانہ تعلقات کو مضبوط کرنا مزدوروں کی مدد کی ایک اور شکل ہے۔ یقینا یہ وزارت صنعت کی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے جسے ان شعبوں پر کام کرنا چاہیے۔

ایک اور اہم مسئلہ جس پر مزدور اور مزدوروں کے بارے میں بات ہونی چاہیے وہ روزگار ایجاد کرنا ہے۔ یہ ایک اور اہم مسئلہ ہے اور اگر حکومتوں کے پاس روزگار پیدا کرنے کے لیے کوئی اچھا منصوبہ ہے ، اگر وہ اس منصوبے کو احتیاط سے اور منظم طریقے سے آگے بڑھائیں اور اگر وہ ملک اور نجی شعبے کی صلاحیتوں کو روزگار پیدا کرنے کے لیے استعمال کریں تو میری رائے میں یہ ملکی معیشت اور ترقی کے لیے بہت بڑی مدد ہوگی۔ دراصل ، ملک کی معاشی صحت اور ترقی اسی پر منحصر ہے۔

روزگار کی معاشی ، سماجی اور سیاسی برکتیں اور بے روزگاری کے نتائج

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ روزگار پیدا کرنے کی نہ صرف معاشی بلکہ سماجی اور سیاسی برکتیں بھی ہیں۔ کام اور ملازمتیں اپنے اندر جوش و خروش ، ولولہ ، حوصلہ، زندہ دلی اور لوگوں کے لیے خاص طور پر نوجوانوں کے لیے

تازگی کا ذریعہ ہیں۔ توجہ کریں کہ ایک مزدور اور ملازم کتنا تر و تازہ اور پُرجوش ہوجاتا ہے جب وہ کام کر سکتا ہے اور محنت کر سکتا ہے اور جب وہ کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے مقوابلے پر بے روزگاری ہے جو بدعنوانی ، مایوسی ، بددیانتی ، نشے اور اخلاقی اور حتیٰ کہ امن و آمان کے مسائل کا سبب ہے۔ لہذا ، روزگار کا تعلق محض معیشت سے نہیں ہے۔ روزگار اور ملازمت کے مواقع پیدا کرنا ایک کثیرالجہتی مسئلہ ہے جو بہت اہم ہے۔
حکومتوں کا ایک اہم منصوبہ یہ ہونا چاہیے کہ روزگار کیسے پیدا کیا جائے۔ ان کے پاس یہ منصوبے ہونے چاہئیں۔ توقع ہے کہ معیشت ان مسائل کو حل کرے گی۔

فیکٹریوں کا بند ہونا پیداوار کے لیے سنگین دھچکا ہے اور ملکی استقلال کے خلاف غداری ہے۔

میں ان لوگوں کو خبردار کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے فیکٹریوں کو بند کیا ہے۔ بدقسمتی سے ، بہت سے کارخانے بند کئے گئے۔ ہمیں ان میں سے کچھ کے بارے میں رپورٹس موصول ہوئی ہیں اور ہمیں ان دنوں کچھ کے بارے میں اپ ڈیٹ کیا جا رہا ہے۔ کچھ لوگ فیکٹری کا قبضہ کسی نہ کسی طرح حاصل کر لیتے ہیں ، اس کے بعد جس زمین پر فیکٹری بنائی جاتی ہے اسے استعمال کرنے کے لیے وہ مزدوروں کو نوکری سے نکال دیتے ہیں اور وہ مشینری اور آلات کو پیسوں میں تبدیل کرلیتے ہیں۔ بعد میں ، جب موقع آتا ہے ، وہ زمین کو ایک عمارت کے احاطے میں تبدیل کرنے کے لیے محفوظ رکھتے ہیں ، اس طرح وہ اپنے لیے غلط اور حرام زخیرہ بناتے ہیں۔ چاہے وہ جانتے ہیں یا نہیں، یہ غداری ہے۔

کچھ لوگ غداری کا ارادہ نہیں رکھتے اور وہ صرف اپنے ذاتی مفادات کی تلاش میں رہتے ہیں ، لیکن یہ بہرحال غداری ہے۔ یہ ملک کی آزادی اور معیشت کے ساتھ غداری ہے۔ یہ عوام اور مزدوروں کے ساتھ غداری ہے۔ یہ پیداوار سے غداری ہے۔ جب مزدور بے روزگار ہو جاتے ہیں اور فیکٹری کام کرنا چھوڑ دیتی ہے تو فیکٹری جو مصنوعات تیار کرتی تھی اسے بیرون ملک سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ پھر ، وہ مسائل جو آج ہمارے لئے درآمدات کے شعبے میں ہیں وہ پیدا ہوں گے۔ نہ صرف ہمارے مالیاتی وسائل کو ملک کی سرحدوں سے باہر استعمال کرنا پڑجائے گا بلکہ ہمیں پابندیوں اور اس طرح کی دیگر اقتصادی رکاوٹوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ پیداوار میں رکاوٹ ڈالتے ہیں ، جو کہ ملک کی بنیادی دولت ہے۔

مزدوروں کی بے روزگاری ان لوگوں کو بھی نقصان پہنچائے گی جو ملازم ہیں۔

اس کے علاوہ ، جب مزدوروں کی ایک بڑی تعداد اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے ، اس سے ان مزدوروں کو بھی نقصان پہنچے گا جو ملازمت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب مزدوروں کی بڑی فراہمی ہو گی تو قدرتی طور پر ان کے کام کی قیمت میں کمی واقع ہو گی۔ جب وہ بے روزگار ہوں گے تو اس سے وہ لوگ جو ملازمت میں ہیں اپنی اہلیت سے کم کمائیں گے۔ لہذا ، یہ نکات بہت اہم ہیں۔ ذمہ دار اداروں کو اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔ اس سلسلے میں جو ایگزیکٹو تنظیمیں ذمہ دار ہیں وہ بنیادی طور پر وزارت صنعت ، وزارت زراعت اور وہ وزارتیں ہیں جو روزگار پیدا کرنے کی ذمہ دار ہیں۔ انہیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ یقینا یہ مسئلہ بہت وسیع ہے۔ میں نے صرف اس پر مختصر بحث کی۔ ملک کی معیشت کا ایک اہم منصوبہ یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ پیداواری مراکز کو بند کرتے ہیں ان کا سنجیدگی سے مقابلہ کرنا چاہیے۔

دولت اور روزگار پیدا کرنے کا ایک طریقہ ملک میں چھوٹے اور درمیانے درجے کی صنعت کو فعال کرنا ہے۔

ان نکات میں سے ایک جن پر میں نے پہلے بھی بحث کی تھی-یقینا یہ معاشی ماہرین کی رائے پر مبنی ہے: ہم نے ان سے یہ سنا اور سیکھا ہے کہ چھوٹے اور درمیانے درجے کی صنعت کو پورے ملک میں فعال ہونا چاہیے۔ یقینا بڑی صنعتیں ملک کے لیے بھی اہم ہیں ، لیکن چھوٹے اور درمیانے درجے کی ورکشاپس کی توسیع ہر جگہ اور ہر ایک کے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ وہ عوام اور متوسط اور کمزور طبقات کے لیے روزگار پیدا کرتی ہیں۔ مزید یہ کہ وہ ملک کے تمام حصوں میں روزگار کا ذریعہ ہیں۔ اس میں ہزاروں نوکریاں شامل ہیں۔ انہیں ان مراکز کو بحال کرنا چاہیے۔

پابندیوں کو ختم کرنے کا بہترین طریقہ قومی پیداوار کو مضبوط کرنا ہے۔

مزدوروں کے بارے میں آخری نکتہ یہ ہے کہ کیونکہ ان دنوں پابندیوں کے بارے میں بات ہو رہی ہے - یقینا اب کئی سال ہوچکے ہیں کہ پابندیوں کے بارے میں بات کی جارہی ہے: آج بھی ایسی باتیں ہو رہی ہیں - پابندیوں کو کالعدم کرنے کا بہترین طریقہ میری رائے میں ، قومی پیداوار کو مستحکم کرنے کے لیے ایک حقیقی جدوجہد کتنا ہے نہ کہ صرف نمایشی اقداماتـ اگر ہم قومی پیداوار کو حقیقی معنوں میں مضبوط کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور اگر ہم اچھی منصوبہ بندی اور سنجیدہ انداز کے ساتھ اس معاملے کو دیکھتے ہیں تو آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ پابندیاں کالعدم ہو جائیں گی اور اس کے بعد ان کو ہٹا دیا جائے گا۔ دوسرے لفظوں میں ، جب دوسرا فریق یہ دیکھتا ہے کہ ہمارے ملک کو پابندیوں کے نتیجے میں کوئی نقصان نہیں پہنچا ہے اور اس نے اپنی کوششیں تیز کر دی ہیں تو وہ انہیں ہٹانے پر مجبور ہو جائے گا۔ مزدوروں کے معاملات سے متعلق حصہ یہاں اختتام پذیر ہوا۔

انتخابات ملک کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کا ایک انوکھا موقع ہے۔

میں انتخابات اور دیگر متعلقہ امور کے بارے میں چند نکات اٹھانا چاہتا ہوں۔ خاص طور پر ، میں دو نکات اٹھانا چاہتا ہوں: ایک یہ کہ انتخابات حقیقی معنوں میں ایک اہم موقع ہے اور یہ کہ عوام کو انتخابات سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ انتخابات کو غیر ضروری بیانات اور بے بنیاد اور غلط وعدوں سے خراب نہ کیا جائے۔ جو لوگ اس انتخابی میدان میں داخل ہونے کے خواہشمند ہیں انہیں احتیاط سے سوچنا چاہیے تاکہ اپنے منصوبوں کو حقیقی معنوں میں لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں۔

پہلا نکتہ یہ کہ ، انتخابات واقعی ایک منفرد موقع ہے۔ یہ ایک ایسا موقع جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ ملک کے لیے اور اس کے اقتدار کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے لیے انتخابات کی جگہ کوئی اور چیز نہیں لے سکتیـ انتخابات کا مطلب ہے عوام کی شراکت اور جب عوام موجود ہوں تو کوئی طاقت نظام کو ہلا نہیں سکتیـ انتخابات عوام کی شراکت کا مظہر ہیں۔ لہذا ، جو لوگ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں وہ دراصل اپنے ملک کی طاقت ، اس کے تحفظ ، اپنی حفاظت اور اپنے ملک کی مستقبل کی تعمیر کے لیے اقدام کر رہے ہوتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ میں انتخابات ہمیشہ صحیح و سالم رہے ہیں۔

کچھ افراد انتخابات پر اور ان کو منتظمین اور معزز گارڈین کونسل اور دیگر تنظیموں پر شکوک و شبہات ڈال کر لوگوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ وہ انکے کام کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ غلط ہے. انقلاب کے آغاز کے بعد سے ، ہم نے کئی انتخابات منعقد کیے ہیں ، بلکہ دسیوں ، اور ان سب کو صحت مند طریقے سے منعقد کیا گیا۔ یہاں اور وہاں کچھ چھوٹی چھوٹی خلاف ورزیاں ہوئی ہوں گی - درحقیقت ایسی چھوٹی چھوٹی خلاف ورزیاں تھیں - لیکن انہوں نے انتخابات کے نتائج کو متاثر نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس معاملے کو دیکھا۔ بعض معاملات میں لوگوں نے شکایت درج کی اور ہم نے اس کی جانچ پڑتال کی۔ کچھ انتخابات میں ، کچھ افراد نے شکایت کی کہ کچھ خلاف ورزی ہوئی ہیں۔ ہم نے اس معاملے کی جانچ پڑتال کی اور سنجیدگی سے تحقیق کی ، لیکن اس قسم کی خلاف ورزی جو قواعد کی سنگین خلاف ورزی ہو اور جو انتخابات کے نتائج کو متاثر کرتی ہو ہمارے انتخابات میں کبھی نہیں ہوئی۔ ہمارے انتخابات صحت مند اور قابل اعتماد رہے ہیں۔ یہ پہلا نکتہ ہے۔

انتخابات کے حوالے سے ہمیں غیر منصفانہ نہیں ہونا چاہیے۔

یقینا کچھ لوگ ایسے ہیں جو انتخابات کے نتائج کو صرف اس صورت میں قبول کرتے ہیں جب وہ نتائج حاصل ہوں جو وہ چاہتے ہیں۔ اگر مطلوبہ نتیجہ بیلٹ بکسوں سے نکلتا ہے تو وہ اسے صحت مندانہ الیکشن کہیں گے اور وہ اسے قبول کر لیں گے ، لیکن اگر نتیجہ وہ نہیں جو وہ چاہتے ہیں تو وہ انتخابات پر الزامات لگاتے ہیں اور ان پر جو منتظمین ہیں ، چاہے وہ کس بھی درجے پر ہوں. اور وہ بعض اوقات سال 1388 کی طرح بغاوت کا باعث بنتے ہیں۔ یقینا اس طرح کے الزامات غیر منصفانہ ہیں اور اس طرح کی بے نظمی ایک جرم ہیں! کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ یہ غلط ہے اور کسی کو بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ یہ ایک معاملہ ہے۔

امیدواروں کے پاس منصوبہ ہونا چاہیے اور انہیں غیر معقول تبصرے نہیں کرنے چاہئیں۔

اگلا مسئلہ یہ ہے کہ جو لوگ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں وہ ایسے بیانات دیتے ہیں جو مناسب بیانات نہیں ہوتے۔ وہ بے بنیاد بیانات ہیں جن کی حمایت کی کوئی بنیاد نہیں ہے ، نہ ہی انکے پیچھے کوئی منصوبہ بندی ہے کہ ان کی پشت پناہی کی جائے۔ وہ صرف دعویٰ کرتے ہیں اور ملکی وسائل پر غور کیے بغیر کچھ بیان دیتے ہیں اور یہ جانے کے بغیر کہ اس کے وسائل کیا ہیں۔ بہت سے برادران جو اس میدان میں داخل ہوتے ہیں وہ ملک کی صلاحیتوں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے ہیں۔ وہ کچھ بیان دیتے ہیں اور اپنے بیانات کی تائید کے لیے حقائق پیش کئے بغیر وعدہ کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک نہیں ہے. انہیں حقیقی معنوں میں ایک منصوبہ فراہم کرنا چاہیے۔
انہیں اس انداز میں بات کرنی چاہیے کہ جب ماہرین ایسے امیدوار کو سنتے ہیں جو لوگوں سے بات کر رہا ہوتا ہے تو وہ اپنے دلوں میں تصدیق کرتے ہیں کہ یہ معقول بات کر رہا ہے۔

نامزد امیدوار آئین کے پابند ہوں۔

بعض اوقات بعض امیدوار ایسے ریمارکس دیتے ہیں جو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ آئین پر بھی یقین نہیں رکھتے۔ جو شخص صدارت کے لیے انتخاب لڑنا چاہتا ہے اور جو صدارتی کرسی پر بیٹھنے کا امیدوار ہے اسے اسلام ، عوام کے ووٹوں اور آئین پر یقین رکھنا چاہیے۔ انہیں ان چیزوں پر اعتقاد رکھنا چاہیے۔ ورنہ اگر وہ ان پر یقین نہیں رکھتے

تو وہ صدارت کے اہل نہیں ہیں۔ بعض اوقات ، کوئی شخص ایسے بیانات سنتا ہے جو اس اہم فریضے کی شان کے مطابق نہیں ہوتے۔ ہم سنجیدگی سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس نکتے پر عمل کریں۔

عہدیداروں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ دشمن کی باتیں نہ دہرائیں۔

یقینا، ان دنوں ملک کے بعض عہدیداروں کو ایسی باتیں کہتے سنا گیا جو حیرت کا باعث اور افسوسناک ہیں۔ ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ دشمن کا میڈیا ان بیانات کی عکاسی کرتا ہے۔ جب کوئی شخص اس طرح کے بیانات سنتا ہے تو واقعی افسوس ہوتا ہے کیونکہ ان میں سے کچھ بیانات دشمن امریکہ کے دشمنانہ موقف کی تکرار تھے۔

اب کئی سال ہو چکے ہیں کہ امریکی علاقے میں اسلامی جمہوریہ ایران کے اثر و رسوخ سے انتہائی ناخوش اور غصے میں ہیں۔ وہ اس کے لیے قدس فورس اور شاہد سلیمانی سے ناراض تھے اور انہوں نے اصل میں شہید سلیمانی کو اسی وجہ سے شہید کیا۔ خطے میں اسلامی جمہوریہ کے لیے جو بھی چیز روحانی اثر و رسوخ کا عنصر سمجھی جاتی ہے وہ ان کے لیے ناخوشایند ہے۔

ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کہنی چاہیے جس سے معلوم ہو کہ ہم ان کے الفاظ دہرارہے ہیں ، چاہے وہ قدس فورس کے بارے میں ہو یا خود شہید سلیمانی کے بارے میں۔ ملک کے سیاسی منصوبے معاشی ، عسکری ، سماجی ، سائنسی اور ثقافتی منصوبوں پر مشتمل ہیں۔ سماجی منصوبوں میں سفارتی اور غیر ملکی تعلقات شامل ہیں۔ یہ ان منصوبوں کا مجموعہ ہے جو کسی ملک کی پالیسی بناتا ہے۔ سب کو مل کر کام کرنا چاہیے اور آگے بڑھنا چاہیے۔ اگر کوئی شعبہ کسی دوسرے شعبے کو مسترد کرتا ہے تو یہ قطعا قابل قبول بات نہیں ہے اور یہ ایک سنگین غلطی ہے جسے اسلامی جمہوریہ کے ایک عہدیدار اور عہدیداروں کو نہیں کرنی چاہیے۔

قدس فورس مغربی ایشیا میں انتقامی سفارتکاری کو روکنے میں سب سے بڑا عنصر ہے۔ قدس فورس نے مغربی ایشیا میں اسلامی جمہوریہ کی آزاد اور باوقار پالیسیوں کو نافذ کیا ہے۔

مغربی اصرار کرتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ کو ان کی اطاعت کرنی چاہیے۔

مغربی اصرار کرتے ہیں کہ ملک کی خارجہ پالیسی ان کی طرف جھکنی چاہیے اور ان کے جھنڈے تلے فرمانبردارانہ انداز میں آجانا چاہیے۔ یہ وہی ہے جو انہیں پسند ہے کیونکہ اس طرح کئی سالوں سے جاری تھا۔ قاچار دور کے دوران اور پہلوی حکومت کی طویل حکمرانی کے دوران ، ایران مغربی پالیسی کے تسلط میں رہا کرتا تھا۔

تاہم اسلامی انقلاب نے ایران کو مغربی تسلط سے آزاد کرایا۔ ان تمام 40 سالوں کے دوران ، مغربی - چاہے امریکی یا یورپی - ہمارے ملک میں اپنے سابقہ تسلط کو بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب اسلامی جمہوریہ چین کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے تو وہ پریشان اور ناراض ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب اسلامی جمہوریہ روس کے ساتھ سیاسی اور معاشی تعلقات قائم کرتا ہے تو وہ پریشان اور ناراض ہو جاتے ہیں۔

جب ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کے خلاف میدان میں اتر آتے ہیں۔ انہوں

نے ہمارے کمزور پڑوسیوں کو دباؤ میں ڈالا تاکہ ان تعلقات میں رکاوٹ پیدا ہو۔ یہ کچھ مثالیں ہیں جن کے ہم گواہ ہیں۔ میں کئی عرب اور پڑوسی ممالک کے بارے میں جانتا ہوں جن کے اعلیٰ عہدے دار ایران جانا چاہتے تھے ، لیکن امریکیوں نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ وہ ایران کی جانب سے ہر سفارتی اقدام کے مخالف ہیں اور اس لیے ہم ان کے مطالبات کے پیش نظر غیر فعال طریقے سے کام نہیں کر سکتے۔ ہمیں ایک آزاد ، باوقار ، انتھک اور طاقتور طریقے سے کام کرنا چاہیے اور یہ خطے کے کچھ افراد نے کیا اور انہوں نے نتائج حاصل کیے۔

خارجہ پالیسی کے فیصلے کون کرتا ہے؟

ہر ایک کو معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں خارجہ پالیسی کا فیصلہ وزارت خارجہ میں نہیں کیا جاتا۔ دنیا کے تمام حصوں میں ، خارجہ پالیسی کا تعین ایسے اداروں کی طرف سے کیا جاتا ہے جو وزارت خارجہ سے بالاتر ہیں۔ یہ اعلیٰ ادارے اور عہدیدار ہیں جو خارجہ پالیسی کا تعین کرتے ہیں۔ یقینا خارجہ امور کی وزارت فیصلہ سازی میں حصہ لیتی ہیں ، لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ فیصلہ سازی ان پر منحصر ہو۔ نہیں ، وزارت خارجہ امور پالیسی اجرا کرنے والی ہے۔ یہ محکمہ خارجہ پالیسیوں پر عمل کرواتا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی یہی صورتحال ہے۔

خارجہ پالیسی کا فیصلہ قومی سلامتی کی سپریم کونسل میں ہوتا ہے جہاں تمام عہدیدار موجود ہوتے ہیں اور وزارت خارجہ کو اپنے طریقوں سے ان پر عمل درآمد کرانا چاہیے۔ کسی بھی صورت میں ، ہمیں ایسے انداز میں بات نہیں کرنی چاہیے جو یہ بتائے کہ ہم ملک کی پالیسیوں پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمیں ہوشیار رہنا چاہیے۔ ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ دشمن خوش نہ ہو جائے۔ ہمارے تبصرے واقعی ایسے طریقے سے ہونے چاہیئے کہ دشمن خوش نہ ہو۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا اسلامی جمہوریہ کے ان تمام عہدیداروں کی مدد کرے گا جو اپنے ملک ، اپنے وطن اور اپنے لوگوں کی خدمت کے لیے اس طرح آمادہ ہیں کہ اس کام کو بہترین طریقے سے انجام دیا جا سکے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں وہ کام کرنے میں کامیابی سے ہمکنار کرے گا جو اس کی بارگاہ میں قبولیت اور اس کی عنایت کا باعث بنتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہم اس راستے پر چلنے کے قابل ہو جائیں گے اور یہ کہ خدا زمانے کے امام (ہماری جانیں ان کی خاطر قربان ہوں) کی دعاؤں سے ہمکنار ہونے میں ہماری مدد کرے گا اور ہم ان کی رضایت حاصل کرنے میں کامیاب ہونگے۔ ان راتوں میں ، دعا کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے ظہور میں تعجیل ہو۔ زمانہ کے امام کے مبارک وجود کے لیے دعا کرنا ضروری ہے (خدا کا سلام اس پر ہو ، وہ انکے ظہور میں تعجیل ہو اور ہماری جانیں ان کی خاطر قربان ہو جائیں)۔

وہ عظیم امام آپ کے لیے بھی دعا کریں گے۔ جب آپ اس کے لیے دعا کریں گے تو وہ آپ کے لیے بھی دعا کریں گے اور ان کی دعائیں قبول ہوں گیـ مجھے امید ہے کہ خدا اس عظیم امام کی دعاؤں سے بہرہ مند ہونے میں ہماری مدد فرمائے گا اور بلند مرتبت شہداء کی پاکیزہ روحوں اور ہمارے عظیم امام کی پاکیزہ روح کو، جن کی یاد ہمیں اب بھی ستاتی ہے، ہم سے راضی اور خوش رکھے گا۔

والسّلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ